۷ ستمبر..... بے مثال تاریخی دن

جن دنوں قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ زیر بحث تھا، مرزا ناصر احمد (ربوہ) اور صدر الدین (لاہوری جماعت کے امیر) نے اپنا اپنا موقف اسمبلی کے سامنے تحریری طور پر پیش کیا اور مسلمانوں کا نقطۂ نظر ’’ملت اسلامیہ کا موقف‘‘ کے نام سے مسلم ارکان اسمبلی (جن کا حزبِ اختلاف سے تعلق تھا) کی جانب سے پیش کیا گیا، جس کی بنیاد پر قومی اسمبلی کی کمیٹی نے اپنا تاریخی فیصلہ صادر کیا، بعد میں ملت اسلامیہ کا موقف کا عربی ایڈیشن شائع ہوا ہے، اس پر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ نے جو مقدمہ تحریر فرمایا ہے، اس کا ترجمہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے ماہنامہ بینات کراچی بابت ماہ ذوالقعدہ ۱۳۹۵ھ میں شائع کیا، جسے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ (مدیر)

بلاشبہ ’’اسلام‘‘ روئے زمین پر حق تعالیٰ شانہ کی سب سے بڑی آسمانی نعمت ہے اور اس کے برعکس ’’کفر‘‘ سب سے بڑا فتنہ ہے۔ دور جدید نے جن فتنوں کو جنم دیا ان میں سب سے بدتر، سب سے گہرا پُرخطر اور عیاری و چالاکی اور دجل و فریب میں سب سے بڑھ کر برطانوی استعمار کے تسلط اور اس کے کفر و مکر کا فتنہ تھا۔ برطانیہ نے اسلام اور مسلمانوں کی عداوت میں جل بھن کر ان کے خلاف جس قدر مکروہ سازشیں کیں ان میں سے بدترین وہ سازش تھی جو الغاء خلافت کے لئے کی گئی اور جس میں سوء اتفاق سے ان اعداء دین کو خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔ اسلامی خلافت، جس کی ایک آواز پر مشرق سے مغرب تک تمام اسلامی لشکر ایک جھنڈے تلے جمع ہوجاتے تھے، برطانیہ نے ’’کمال اتاترک‘‘ کے ذریعہ اس کی قسمت کا آخری فیصلہ کردیا، عالم اسلام کی وحدت کو پارہ پارہ کرکے انہیں چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں اس طرح تبدیل کردیا کہ آج اس چاکِ دامن عالم اسلام کو رفو کرنا محال نظر آتا ہے۔ یہ صلیبی جنگوں میں شکست و پسپائی کا وہ بدترین انتقام تھا جو برطانیہ نے مسلمانوں کے خون سے اپنی پیاس بجھا کرلیا ’’لڑاؤ اور حکومت کرو‘‘ کی یہ برطانوی سازش ابھی تک ختم نہیں ہوئی، بلکہ بھولے بھالے، ناتجربہ کار مسلمان حکمران آج بھی اس سازش کا شکار ہیں۔ البتہ خدا کے فضل سے برطانوی استعمار کے قویٰ میں ضعف و اضمحلال کے آثار پیدا ہونے شروع ہوگئے۔ جب اس کے استعمار کی بساط لپیٹ دی گئی اور اس کی سلطنت اقطار عالم سے سمٹ سمٹا کر ختم ہوئی اور جب اس کا آفتابِ اقبال زمین کے کناروں سے غروب ہونے لگا، اس وقت برطانیہ کی جانشینی امریکا کے حصہ میں آئی اور وہ تمام انتقامی سازشیں جو کبھی لندن کے مرکز سے ہوا کرتی تھیں اب واشنگٹن سے ان کے احکام صادر ہونے لگے اور یہ سازشیں اب آفتابِ نصف النہار سے زیادہ کھل کر سامنے آچکی ہیں۔

برطانیہ کی ایک بدترین سازش زیر استعمار اور محروسہ ممالک میں ’’جہاد‘‘ کو معطل اور کالعدم کرنے کی سازش تھی، برطانیہ نے حیلہ و مکر کے ذریعہ جس کی داستان بڑی طویل ہے، جب جونہی ہندوستان پر اپنے آہنی پنجے مضبوط کئے اس وقت ابتداءً ہی میں اسے مسلمانوں کی جانب سے ’’جہاد‘‘ کا تلخ تجربہ ہوا، چنانچہ ۱۸۵۷ء میں مسلمان ’’جہاد‘‘ کے نام پر اٹھے اور حریت و استقلال کی جنگ لڑی گئی۔ اگرچہ اس معرکہ میں بدقسمتی سے مسلمانوں کو کامیابی نہ ہوئی تاہم انگریز نے ’’جہاد‘‘ کے خطرہ کو پوری طرح محسوس کرلیا اور مسلمانوں کے دل سے جذبہ جہاد نکالنے کے لئے وہ تمام امکانی تدابیر بروئے کار لایا۔ یہاں ان تمام تدابیر کے ذکر کا موقع نہیں، البتہ دو اہم تدبیروں کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

اول یہ کہ حکومت کے زیر انتظام مدارس میں ایسی کتابیں نصاب میں شامل کی گئیں جنہوں نے اسلامی تاریخ کے چہرہ کو بالکلیہ مسخ کرڈالا، بالخصوص ’’عمل جہاد‘‘ کے بارے میں یہ پروپیگنڈا بڑی شدت سے کیا گیا کہ ’’جہاد‘‘ اس جنگ بازی کا نام ہے جو مسلمان محض اپنے انتقامی جذبات کی تسکین کے لئے کرتے ہیں یا پھر لوگوں کو زبردستی مسلمان بنانے کے لئے اور یہ کہ جہاد کا نتیجہ فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانے کے سوا کچھ نہیں، اسی ذیل میں مسلمانوں کے مجاہد بادشاہوں کو خوب لتاڑا گیا کہ انہوں نے جہاد کے ذریعہ صرف سنگ دلی و بے رحمی کا مظاہرہ کیا ہے۔ وغیرہ، وغیرہ۔

دوم: جہاد کو منسوخ کرنے کے لئے نہایت

گہری تدبیر اختیار کی گئی، چونکہ سب کو معلوم تھا کہ جہاد قرآن کریم کی آسمانی وحی کے ذریعہ نازل ہوا ہے اور یہ بھی ظاہر تھا کہ آسمانی حکم کو کسی آسمانی وحی کے ذریعہ ہی منسوخ کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ کسی شخص کو دعویٰ نبوت کے لئے کھڑا کیا جائے، وہ نبوت اور آسمانی وحی کے نزول کا دعویٰ کرے، اور آسمانی سَند سے جہاد کے منسوخ اور معطل ہونے کا اعلان صادر کرے۔ برطانیہ نے اس کے لئے ایک ایسے شخص کو منتخب کیا، جس کا تعلق ایک ایسے خاندان سے تھا جس نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں برطانوی استعمار کی بھرپور مدد کی تھی اور جس سے برطانیہ کا رشتۂ الفت ومودت پہلے سے استوار تھا جس پر برطانیہ کو کلی اعتماد ہوسکتا تھا۔ یہ شخصیت اسے مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں دستیاب ہوئی۔ برطانیہ نے محسوس کیا کہ یہ پشتینی وفادار غلام اس منصوبے کی تکمیل سے اِباء نہیں کرے گا، لیکن قرین مصلحت یہ تھا کہ اس نازک بساط پر آہستہ آہستہ قدم رکھا جائے اور آخری مرحلہ تک پہنچنے سے قبل ابتدائی مراحل پہلے طے کرائے جائیں، چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے سب سے پہلے ایک مبلغ اسلام یا ایک داعی اور ایک مجدد کی حیثیت میں اپنی شخصیت کو متعارف کرایا، اسلام کی مدافعت اور عیسائی پادریوں سے پتنگ بازی شروع کی گئی، مقصد یہ تھا کہ مسلمان پبلک اس کی دعوت پر لبیک کہہ سکے اور اس کی شخصیت پر مسلمانوں کا اعتماد قائم ہوجائے کہ یہ شخص، مسیح کے پجاریوں کو سب سے زیادہ نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ بعدازاں تدریجاً دوسرے دعاوی کی طرف ترقی ہوتی رہی اور ہر مرحلہ میں حکومت برطانیہ اپنے تمام ممکنہ وسائل کے ساتھ اس کی معین و مددگار رہی۔ بہرحال یہ تدریج اس مقصد کے لئے تھی کہ ہر دوسرے دعوےٰ سے قبل پہلا دعویٰ ہضم کیا جاسکے، چنانچہ مرزا نے بہت جلد یہ اعلان کردیا کہ حکومت برطانیہ ’’ظل اللّٰہ فی الارض ‘‘ ہے اور اس کی اطاعت ہر مسلمان پر فرض ہے اور یہ کہ اس کی نبوت ومسیحیت کی وجہ سے جہاد منسوخ ہوچکا ہے۔ (اس کے تدریجی دعاوی کی تفصیل آپ کو زیر نظر کتاب ملت اسلامیہ کا موقف.... میں ملے گی)

ہمارے شیخ امام العصر حضرت مولانا سیّد محمد انور شاہ کشمیریؒ جو اس فتنہ کے ابطال و استیصال میں سب سے نمایاں مقام رکھتے تھے، اپنی کتاب ’’عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام‘‘ میں مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

’’اس شخص نے اول دن ہی سے ان دعاوی کی تیاری کر رکھی تھی، جن کا افترا آخر میں جاکر کیا، لیکن اس شقی نے تدریج سے کام لیا اور گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا رہا اور اپنی مطلب براری اور اپنے کلام کے اصل مدعا کو پوشیدہ رکھنے کے لئے اس نے زنادقہ اور باطنیہ کی روش اختیار کی اور ٹھیک ’’بابیوں اور بھائیوں‘‘ کے نقش قدم پر چلا، چنانچہ پہلے دعویٰ کیا کہ وہ مجدد اور مثیلِ مسیح ہے، پھر (چند سال بعد) ایک اور جست لگائی اور دعویٰ کیا کہ وہ مہدی موعود اور مسیح معہود ہے اور دوسری جانب اس دعویٰ کی تاویل کی کہ وہ نقلی، مجازی، ظلی، بروزی نبی ہے۔ اس کے جو مفہوم اس زندیق نے اختراع کئے تھے ان کے مطابق... پھر اس سے ایک قدم اور آگے بڑھا اور دعویٰ کیا کہ وہ غیر تشریعی ظلی نبی اور رسول ہے اور پھر اس سے آگے بڑھ کر یہ کہا کہ وہ ظلی طور پر تشریعی نبی اور رسول ہے اور ’’اربعین‘‘ نامی کتاب میں صاف صاف شریعت ’’مستقلہ‘‘ کا دعویٰ کیا۔ معجزات کی ساتھ ساتھ تحدی کی، اپنی وحی کو قرآن کے ہم سنگ وہم مرتبہ قرار دیا، تمام انبیاء کرام کے معجزات کی نقالی کی اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی مانند معجزات دکھانے کا ادعا کیا، اپنی مسجد کو ’’مسجد اقصیٰ‘‘ ٹھہرایا۔ قادیان کو ’’مدینۃ المسیح‘‘ اور ’’رسول کی تخت گاہ‘‘ کا خطاب دیا، وہاں ایک مقبرہ بنایا جس کو ’’بہشتی مقبرہ‘‘ کا نام دیا اور اعلان کیا کہ جو شخص (مطلوبہ فیس ادا کرکے) اس مقبرہ میں دفن ہوگا وہ جنتی ہے اور اپنی بیوی کو ’’ام المومنین‘‘ کا خطاب دیا اور اپنے مریدوں کو اپنی ’’امت‘‘ کہا۔

اس کا سب سے بڑا معجزہ محترمہ محمدی بیگم سے نکاح آسمانی تھا جس کو وحی الٰہی قرار دیا اور اپنے اس ملعون دعویٰ پر بیس برس قائم رہا، اس کا اصرار تھا کہ اللہ تعالیٰ اس نکاح کے ہر مانع کو اٹھادے گا اور یہ خاتون اس کے نکاح میں بہرحال آئے گی اور یہ کہ تقدیر ’’مبرم‘‘ ہے اگر یہ ٹل جائے تو خدا کا کلام باطل ٹھہرے اور اس سلسلہ میں اس کے شیطان نے اس کو مندرجہ ذیل وحی کی تھی، جیسا کہ اس نے اپنی کتاب ’’انجام آتھم‘‘ میں ذکر کیا ہے:

’’انہوں نے میری آیات کو جھٹلایا اور

وہ ان کا مذاق اڑاتے تھے، پس اللہ تعالیٰ ان کی جانب سے تیری کفایت کرے گا اور اس خاتون کو تیری طرف لوٹائے گا، یہ ہماری طرف سے طے شدہ امر ہے اور ہم اس کام کو خود کرنے والے ہیں، ہم نے اس سے تیرا نکاح کر دیا۔''

اسی طرح وہ قرآن کے کلمات کو توڑ موڑ کر اپنی من گھڑت وحی میں نقل کرتا رہتا ہے اور اپنی کتاب ازالۂ اوہام میں لکھتا ہے:

''یہ نکاح تیرے رب کی جانب سے حق ہے، پس تو نہ ہو شک کرنے والوں میں سے۔''

اور اس نکاح کو وحی آسمانی قرار دیا، جس پر اسے قرآن کی طرح یقین تھا اور اس پیش گوئی کو اس نے اپنے صدق وکذب کا معیار ٹھہرایا اور اس خاتون کے والد کو مال ودولت اور زمین وجائیداد کا لالچ دیا اور ہر ممکن حیلہ ومکر سے اسے پھسلانے کی کوشش کی، لیکن اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کی آنکھوں کے سامنے اسے ذلیل ورسوا کیا، اسے اس خاتون کا سایہ دیکھنا بھی نصیب نہ ہوا اور اپنی ساری حسرتیں قبر میں ساتھ لے کر مرا، محترمہ محمدی بیگم کا عقد سلطان محمد سے ہوا اور یہ جوڑا صاحبِ اولاد ہوا والحمدللہ علی ذالک اور اس سلسلہ میں اس نے یہ بھی اعلان کیا تھا کہ:

''اگر پیش گوئی کے مطابق یہ نکاح نہ ہوا تو وہ ہر خبیث سے اخبث اور ہر بد سے بدتر ٹھہرے گا۔''

پس بلاشبہ وہ خود اپنے بقول ہر بد سے بدتر ٹھہرا اور خائب وخاسر دنیا سے رخصت ہوا، اس کی غرض لذات وشہوات کا حصول تھا اور بس۔

اور مرزا نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی تو ایسی توہین کی جس سے جگر شق ہو جاتے ہیں اور جسم کے رونگھٹے کھڑے ہو جاتے ہین، حالانکہ کبھی کسی نبی نے دوسرے نبی کی بُرائی اور تنقیص نہیں کی اور جو لوگ اس کی خانہ ساز نبوت پر ایمان نہیں لائے انہیں ''کافر'' قرار دیا اور کہا کہ: ''جو لوگ میری تصدیق نہیں کرتے وہ کنجریوں کی اولاد، خنزیروں سے بدتر اور کتوں سے بھی زیادہ ذلیل ہیں اور رسالت ونبوت کا دعویٰ کرتے ہوئے کہا کہ: ''میں اللہ کے حکم کے مطابق نبی ہوں'' (انتہی کلام الشیخ تبصرہ)

مرزا قادیانی نے قرآن کریم کی بہت سی آیات اپنی ذات پر چسپاں کیں، مثلاً آیت کریمہ: ''ومبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد'' کے بارے میں کہا کہ میں اس کا مصداق ہوں، میرا نام احمد ہے اور میرا نام محمد ہے، میرے معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے زائد ہیں، کیونکہ میرے معجزات ایک لاکھ سے زائد ہیں۔ اس کے علاوہ اور بہت سے دعاوی باطلہ کیئے، جن کی تفصیل آپ اس کتاب میں پڑھیں گے۔

خلاصہ یہ کہ یہ فتنہ ہندوستان میں حکومت برطانیہ کے دجل وتلبیس کا سب سے بڑا شاہکار اور اس ملعون کافر حکومت کا ''خود کاشتہ'' شجرۂ خبیثہ تھا، جو نسخ جہاد، ترک حج، حکومت برطانیہ کی اطاعت کی فرضیت، مسلمانوں کی تکفیر اور ان کی وحدتِ ملی کو پارہ پارہ کرنے کے لئے لگایا گیا تھا۔

اس شجرۂ خبیثہ نے برگ وبار نکالے تو علمائے اسلام، اللہ ورسول کے اس باغی وطاغی گروہ کی بیخ کنی کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے ہر جگہ قلم اور زبان کے ساتھ اس کے خلاف جہاد کیا، اردو میں جو اس علاقہ کی زبان تھی، عربی اور فارسی میں بھی بے شمار کتابیں اس ملعون فرقہ کے رد میں لکھی گئیں لیکن علماء امت کی مساعی، تصنیف تالیف بحث ومناظرہ، دعوت مباہلہ، جلسہ وجلوس اور جمعیتوں اور اداروں کے قائم کرنے تک محدود تھیں، جبکہ برطانوی حکومت اپنے تمام ممکن وسائل، فوج، پولیس اور مال ودولت کے ذریعہ اپنے اس خود کاشتہ پودے کی حفاظت وآبیاری کے فرائض انجام دے رہی تھی، تاآنکہ جنگ عظیم دوم کے بعد برطانیہ اپنی نو آبادیات سے اپنی بساطِ حکومت لپیٹ کر اپنے مرکز کی طرف لوٹنے پر مجبور ہوا اور برِّ کوچک آزادی کے بعد دو حصوں (بھارت اور پاکستان) میں تقسیم ہوا۔

بدقسمتی یہ ہوئی کہ پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ ظفر اللہ خان قادیانی بنا جو قادیانی مرزائی اور قادیان کے جھوٹے نبی کا پُرجوش مبلغ تھا، قائدین پاکستان کو تنبہ نہ ہوا کہ اس منحوس شخص کے وزیر خارجہ ہونے سے پاکستان کا مستقبل کیا ہوگا؟ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف برطانیہ کی یہ آخری سازش تھی، چنانچہ اس کے دورِ وزارت میں قادیانیت کی بنیادیں پاکستان میں مستحکم ہوئیں، انتظامیہ کے تقریباً تمام اہم ترین مناصب پر قادیانی مسلط ہوگئے، صوبۂ پنجاب کا ایک مستقل خطہ قادیانیوں کے لئے مخصوص کر دیا گیا، جس کو انہوں نے ''ربوہ'' کا نام دیا۔ اس نام میں بھی جاہلوں اور نادانوں کے لئے دجل وتلبیس تھی، مقصد یہ تھا کہ آئندہ نسلوں کو بتایا جائے کہ قرآن کریم کی آیت کریمہ (واٰوینا ھما بربوۃ

ذات قرار و معین) میں، جو عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں ہے، اسی ''ربوہ'' کا ذکر ہے اور اسی ''ربوہ'' میں مسیح کا نزول ہوا تھا، گویا یہ نام مرزا غلام احمد قادیانی کے ادعائے مسیحیت کی مناسبت سے رکھا گیا۔

اسی طرح اس قادیانی وزیر خارجہ نے اپنی مساعی مذمومہ سے عالم اسلام کے ممالک عرب، شام، حجاز، مصر، عراق، لبنان وغیرہ میں بھی یہ خبیث پودے لگائے اور اپنی حیلہ سازیوں کے ذریعہ ان کی آبیاری کی، جیسا کہ اس ملعون وزیر نے بڑی کامیابی کے ساتھ پاکستان اور اس کے ہمسایہ ملک افغانستان کے درمیان عداوت کا بیج بویا، جو آج تک اپنے برگ و بار لا رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ افغانستان نے ان قادیانیوں کو جو کفر وارتداد کی تبلیغ اور حکومت برطانیہ کی جاسوسی کے لئے کسی زمانہ میں افغانستان گئے تھے قتل کرایا تھا، اس لئے اس بداندیش وزیر نے افغانستان سے یہ انتقام لیا۔

۱۹۵۳ء میں قادیانیت اور بالخصوص سر ظفراللہ خان قادیانی وزیر خارجہ کے خلاف تحریک اٹھی اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کا مطالبہ ہوا، لیکن بدقسمتی سے قادیانیت کا پنجہ اس قدر مضبوط ہو چکا تھا کہ مسلمانوں کی اس تحریک کو حکومت سے ٹکرا دیا گیا اور فوج اور مارشل لاء کے ذریعہ مسلمانوں کو کچل دیا گیا اور دس ہزار جوانانِ اسلام اس ظلم و ستم کا نشانہ بن گئے۔ الغرض بہت سی داخلی اور خارجی سازشیں ایسی تھیں جن کی وجہ سے ۱۹۵۳ء کی تحریک ناکام ہو کر رہ گئی۔

اس طرح اس فتنۂ قادیانیت نے مسلمانوں کے خون سے خوب ہولی کھیلی، بے شمار مسلمان اللہ تعالیٰ کے راستہ میں شہید ہوئے اور بے شمار اسیر زنداں ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موجودہ وزیر اعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی تقریر میں اعتراف کیا ہے کہ ۱۹۵۳ء میں حکومت کا موقف غلط تھا۔ حالات ایسی نہج پر چلتے رہے اور ان کافر و باغی قادیانیوں کی قوت میں مسلمانوں کے خلاف دن بدن اضافہ ہوتا رہا (جس کی تفصیل ایک مستقل کتاب کا موضوع ہے) یہاں تک کہ قادیانی، پورے پاکستان پر قبضہ کرنے کے خواب دیکھنے لگے اور پاکستان کی حکومت کے خلاف سازش کرنے کی صلاح مشورے ہونے لگے اسی کے ساتھ قادیانیوں کا غیر مسلم سامراجی طاقتوں سے برابر رابطہ قائم تھا کہ وہ اس سلسلہ میں ان کی مدد کریں گے اور پاکستان میں قادیانی حکومت کی بنیاد رکھنے میں ان کا ہاتھ بٹائیں گے یا کم از کم یہاں ایسی حکومت قائم ہو جو ان قادیانیوں کے اشاروں پر رقص کیا کرے۔ قادیانیوں کا خیال تھا کہ مسلمانوں پر یاس و قنوط کے سیاہ بادل محیط ہیں اور ان پر بے ہمتی، غفلت اور بزدلی طاری ہے اور یہ کہ ارباب سلطنت قادیانیوں کی من مانیوں کی تائید کرنے پر مجبور ہیں، اس لئے اچانک انہوں نے اپنی طاقت آزمائی کا مظاہرہ کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ وہ یہ معلوم کر سکیں کہ مسلمان کہاں تک غافل اور آسودۂ خواب ہیں، چنانچہ طالب علموں کا ایک وفد جو تفریحی تعطیلات منانے کے لئے ریل کے ذریعہ ''ربوہ'' سے گزر رہا تھا، قادیانیوں نے ان کو ربوہ اسٹیشن پر زدوکوب کیا اور زخمی کر دیا، قادیانیوں کے اس ظلم و تعدی اور جسارت و دلیری نے مسلمانوں میں ایک طوفان برپا کر دیا، گویا یہ ایک لطیفۂ غیبیہ تھا جو مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے ظہور میں آیا، لائل پور، سرگودھا اور ''ربوہ'' سے قریب کے شہروں میں مسلمان چونک اٹھے اور عظیم الشان جلسوں اور جلوسوں کی شکل میں ڈھل گئے۔ یہ خبر پاکستان کے دوسرے علاقوں میں پہنچی تو پورے ملک میں کہرام مچ گیا اور قادیانیوں کے خلاف پورے ملک میں شور مچ گیا اور قادیانیوں کے خلاف تحریک میں دن بدن شدت پیدا ہونے لگی، چنانچہ تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں پر مشتمل مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر قیادت، ایک ''مجلس عمل'' تشکیل کی گئی اور اس باغی ٹولے کے خلاف مسلمانوں کو منظم رکھنے اور حکومت کو متوجہ کرنے کی کارروائی پوری شدت وقوت سے شروع کی گئی تمام مسلمان ''مجلس عمل'' کے پلیٹ فارم پر جمع ہو گئے، یہ عقیدۂ ختم نبوت کا اعجاز تھا کہ مسلمانوں کے مختلف سیاسی و مذہبی گروہوں کے درمیان اتحاد واتفاق کا ایسا منظر دیکھنے میں آیا جس کی نظیر اس آخری دور میں کسی دینی یا سیاسی مقصد کے لئے دیکھنے میں نہیں آئی۔

بہرحال حکومت کے لئے اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہ رہا کہ مسلمانوں کے اس مطالبہ کو پارلیمنٹ کے سامنے پیش کرے، چنانچہ پوری قومی اسمبلی کو تحقیقاتی کمیٹی قرار دیتے ہوئے قادیانیوں کے رئیس وخلیفہ، مرزا ناصر احمد قادیانی کو اپنا موقف پیش کرنے کے لئے اسمبلی میں طلب کیا گیا اور اس نے اپنی برأت وصفائی کے اظہار کے لئے ایک مرتب کتاب پیش کی، یہ مرزا ناصر احمد، مرزا غلام احمد قادیانی کا پوتا ہے۔ اسے

پوری آزادی سے اپنا موقف پیش کرنے کا موقع دیا گیا، جب اس نے اپنا بیان مکمل کیا، تو کبائر علماء نے جن میں جناب مفتی محمود صاحب ممبر قومی اسمبلی کا نام جلی عنوان سے ذکر کیا جائے گا۔ اس موضوع پر مرزا ناصر احمد سے سوالات کئے۔ سوالات کا یہ سلسلہ کئی دن تک تقریباً تیس گھنٹے جاری رہا۔ یہاں تک کہ مرزا ناصر احمد سوالات کا جواب دینے سے عاجز آ گیا اور اس سوال و جواب سے فائدہ یہ ہوا کہ اس فتنہ کے مقاصد و عزائم بے نقاب ہوگئے، اللہ تعالیٰ نے اسے علیٰ رؤس الاشہاد ذلیل ورسوا کردیا اور اس کا کفر وجہل اور زیغ والحاد تمام ارکان اسمبلی کے سامنے آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہوگیا، یہ جرحیں جو مرزا ناصر احمد پر کی گئیں ان کی تعداد تقریباً ایک ہزار تھی، یوں اللہ تعالیٰ نے اس کو ذلت ورسوائی سے ہمکنار کیا اور اس کا کفر وقبح طشت از بام ہوکر رہا۔

بہرحال ایک طرف ارکانِ اسمبلی نے مرزا ناصر پر جرح ونقد کیا تو قادیانیوں کے بارے میں ملت اسلامیہ کا موقف پیش کرنے کے لئے اکابر علماء ارکان اسمبلی کی معاونت کے لئے چند ''منتخب'' علماء نے نہایت مختصر سے وقت میں یہ کتاب (ملت اسلامیہ کا موقف) مرتب کیا اور جب یہ کتاب اسمبلی میں پڑھ کر سنائی گئی تمام ارکان اس فرقہ ملعونہ کے دعاوی سے ششدر رہ گئے اور سفیدۂ صبح کی مانند اس فرقہ کا فرہ کا کفر واضح ہوگیا، جس پر کسی کو شک وشبہ کی گنجائش نہ رہی اور یہ واضح ہوگیا کہ ان کو کافر سمجھنے کے لئے کسی بڑی مقدار میں علم و فقاہت کی ضرورت نہیں، بلکہ ان کا کفر ایسا بدیہی ہے کہ ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہو وہ ان کے کفر، خروج عن الاسلام، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے بغاوت کو معلوم کرسکتا ہے اور جب معاملہ ہر صاحبِ نظر کے سامنے پوری طرح کھل گیا تو اسمبلی نے بالاتفاق یہ قرارداد منظور کی کہ: ''قادیانی غیر مسلم اقلیت ہیں'' چنانچہ ان کا نام غیر مسلموں کی فہرست میں درج کردیا گیا۔ وزیر اعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو سے لے کر تمام وزراء اور ارکانِ اسمبلی کا یہ ایسا متفقہ فیصلہ تھا جس سے کسی نے اختلاف وتخلف نہیں کیا، غالباً ایسے اتفاق واتحاد کی مثال اسمبلی کی قراردادوں میں کہیں نہیں ملے گی۔

اس لئے یہ کتاب (ملت اسلامیہ کا موقف) قادیانی مسئلہ اور پاکستانی قوم کے بالاتفاق قادیانیوں کو کافر اور غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے سلسلہ میں ایک اہم ترین تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پورے نوے سال بعد اس ملعون شجرۂ خبیثہ کی جڑیں کھودی گئیں، جسے حکومت برطانیہ کے ظالم و فاجر ہاتھوں نے کاشت کیا تھا، جبکہ اس کی جڑیں اور شاخیں اسلامی ممالک تک میں دور دور پھیل چکی تھیں، اس لئے ۷ رستمبر ۱۹۷۴ء کا دن پاکستان کی تاریخ میں ایک بے مثال تاریخی دن قرار پاتا ہے، جب سے پاکستان قائم ہوا اس قرارداد سے بہتر کوئی تاریخی واقعہ پاکستان میں رونما نہیں ہوا اور اس دن جیسی خوشی اور مسرت وابتہاج کی لہر مسلمانوں میں دوڑی اس کی نظیر بھی ہم نے کبھی نہیں دیکھی، دوست احباب کی دعوتیں کی گئیں، فقراء ومساکین کو کھانے کھلائے گئے، کیونکہ اس دن یأس وقنوط کے سیاہ بادل چھٹ گئے اور فرحت وتہنیت کی روشنی ہر سو پھیل گئی۔ فالحمدللہ علی ذلک۔

خلاصہ یہ کہ یہ کتاب اپنے موضوع پر بہترین اور جامع ترین کتاب ہے جو مرزا قادیانی کے کفر وضلال زیغ والحاد، جہل وعناد، غباوت و بلاوت اور حکومتِ برطانیہ کے ساتھ گہرے تعلقات تمام متعلقۂ امور کے چہرہ سے نقاب کشائی کرتی ہے، یہ تو ظاہر ہے کہ تمام مواد و مباحث کا احاطہ مشکل تھا، اس لئے اہم فالاہم پر کفایت کی گئی ہے، نیز یہ کسی فرد واحد کی فکری کاوش کا نتیجہ نہیں بلکہ منتخب اہلِ علم کے پختہ افکار کا نتیجہ ہے، اس لئے فطری طور پر یہ کتاب اس موضوع پر اختصار کے باوجود سب سے زیادہ سیر حاصل ہے۔

کتاب کی زبان اردو تھی، مجلس عمل نے اس لئے ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدرس مدرسہ اسلامیہ سے فرمائش کی کہ وہ اسے فصیح عربی میں منتقل کردیں تاکہ اس سے ہمارے عرب بھائی بھی نفع اندوز ہوسکیں، چنانچہ موصوف نے بخیر وخوبی یہ خدمت انجام دی اور ایسا ترجمہ کیا جس میں زبان کی حلاوت وشیرینی موجود ہے، قاری کو یہ محسوس نہیں ہونے دیتی کہ وہ کسی کتاب کا ترجمہ پڑھ رہا ہے، بلکہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ عربی کے کسی اعلیٰ انشاء پرداز ادیب کی مستقل تصنیف ہے اور یہ اعزاز برادر موصوف کے لئے مایۂ صد افتخار ہے اور سونے پر سہاگا یہ کہ انہوں نے یہ ساری خدمت بغیر کسی معاوضہ کے محض بوجہ اللہ انجام دی ہے۔ حق تعالیٰ شانہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائیں اور رضا وقبول سے انہیں مشرف فرمائیں۔ اس موقع پر برادر عزیز جناب مولانا حبیب اللہ مختار، مدرس مدرسہ اسلامیہ و رکن دارالتصنیف کا شکریہ بھی ادا کرنا ضروری ہے، موصوف نے بہت ہی اہتمام اور دقت نظر سے

کتاب کی تصحیح کا فریضہ انجام دیا، نیز ہم برادرم سیّد شاہد حسن صاحب مالک پریس کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ موصوف نے مطبع کے تمام کام رکوا کر اس کتاب کی طباعت کا اہتمام فرمایا، حق تعالیٰ ان تمام محسنین کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔

ممالک عربیہ، عالم اسلام اور ان کے ارباب حل و عقد سے یہ توقع بے جا نہیں ہوگی کہ وہ پاکستان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے قادیانیوں کو قانونی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیں گے، ان کی گمراہ کن تبلیغ و دعوت پر پابندی عائد کریں گے اور ان کی اسلام کش حرکات کی کڑی نگرانی کریں گے۔

حضرات علماء کرام اور اسلامی تنظیموں سے امید ہے کہ وہ امت مسلمہ کو اس طائفہ کے کفر اور خروج از اسلام سے آگاہ رکھیں گے اور یہ کہ قادیانیوں سے رشتہ ناطہ قطعاً جائز نہیں قرار دیں گے، انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے کی اجازت بھی نہ دی جائے، ان کی ریشہ دوانیوں کو ان کے مراکز تک محدود رکھا جائے اور ان سے ایک ''غیر مسلم اقلیت'' کا سا سلوک روا رکھا جائے۔

تمام اہلِ علم کا فرض ہے کہ وہ عامۃ المسلمین کو اس فرقہ باغیہ کے مکروفریب سے آگاہ رکھیں تاکہ کوئی مسلمان کم فہمی کی وجہ سے ان کے دام تزویر میں نہ پھنس سکے، نیز اسلامی حکومتوں سے ان کی دعوت پر پابندی اور کلیدی آسامیوں سے ان کی برطرفی کا بھی مطالبہ کیا جائے۔ حق تعالیٰ شانہ ہم سب کو ایسے کاموں کی توفیق دیں جن میں اسلام اور امت اسلامیہ کی خیر اور بہبودی ہو۔

(مولانا) سیّد محمد یوسف بنوری

امیر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان وصدر مجلس عمل

حزبِ اختلاف کی قرارداد

قومی اسمبلی میں اپوزیشن (حزب اختلاف) نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے جو قرارداد پیش کی تھی، اس کا متن درج ذیل ہے:

جناب اسپیکر، قومی اسمبلی پاکستان، محترمی! ہم حسب ذیل تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں!

ہرگاہ کہ یہ ایک مکمل مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے مرزا غلام احمد نے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا، نیز ہرگاہ کے نبی ہونے کا اس کا جھوٹا اعلان، بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے اور جہاد کو ختم کرنے کی اس کی کوششیں، اسلام کے بڑے بڑے احکام کے خلاف غداری تھی۔

نیز ہرگاہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھا اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا۔

نیز ہرگاہ کہ پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار چاہے وہ مرزا غلام مذکور کی نبوت کا یقین رکھتے ہوں یا اسے اپنا مصلح یا مذہبی رہنما کسی بھی صورت میں گردانتے ہوں، دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

نیز ہرگاہ ان کے پیروکار، چاہے انہیں کوئی بھی نام دیا جائے، مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

نیز ہرگاہ کہ عالمی مسلم کانفرنس میں، جو مکۃ المکرّمہ کے مقدس شہر میں رابطہ العالم الاسلامی کے زیر انتظام ۶ اور ۱۰ اپریل ۱۹۷۴ء کے درمیان منعقد ہوئی اور جس میں دنیا بھر کے تمام حصوں سے ۱۴۰ مسلمان تنظیموں اور اداروں کے وفود نے شرکت کی، متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی گئی کہ قادیانیت، اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے، جو ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔

اب اس اسمبلی کو یہ اعلان کرنے کی کارروائی کرنا چاہئے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار، انہیں چاہے کوئی بھی نام دیا جائے، مسلمان نہیں اور یہ کہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے، تاکہ اس اعلان کو موثر بنانے کے لئے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طرز پر ان کے جائز حقوق و مفادات کے تحفظ کے لئے احکام وضع کرنے کی خاطر آئین میں مناسب اور ضروری ترمیمات کی جائیں۔

محرکین قرارداد: ۱۔ مولانا مفتی محمود، ۲۔ مولانا عبدالمصطفی الازہری، ۳۔ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی، ۴۔ پروفیسر غفور احمد، ۵۔ مولانا سید محمد علی رضوی، ۶۔ مولانا عبدالحق (اکوڑہ خٹک)، ۷۔ چوہدری ظہور الٰہی، ۸۔ سردار شیر باز خان مزاری، ۹۔ مولانا ظفر احمد انصاری، ۱۰۔ جناب عبدالحمید جتوئی، ۱۱۔ جناب محمود اعظم فاروقی، ۱۳۔ مولانا صدر الشہید، ۱۴۔ مولانا نعمت اللہ، ۱۵۔ جناب عمرہ خان، ۱۶۔ سردار مولا بخش سومرو، ۱۷۔ جناب غلام فاروق، ۱۸۔ سردار شوکت حیات خان، ۱۹۔ حاجی علی محمد تالپور، ۲۰۔ جناب راؤ خورشید علی خان، ۲۱۔ جناب رئیس عطا محمد خان مری۔ بعد میں حسب ذیل ارکان نے بھی قرارداد پر دستخط کئے: ۲۲۔ نوابزادہ میاں محمد ذاکر قریشی، ۲۳۔ جناب غلام حسین خان دھاندلا، ۲۴۔ جناب کرم بخش اعوان، ۲۵۔ صاحبزادہ محمد نذیر سلطان، ۲۶۔ مہر غلام حیدر بھروانہ، ۲۷۔ میاں محمد ابراہیم برق، ۲۸۔ صاحبزادہ صفی اللہ، ۲۹۔ صاحبزادہ نعمت اللہ خان شنواری، ۳۰۔ ملک جہانگیر خان، ۳۱۔ جناب عبدالسبحان خان، ۳۲۔ جناب اکبر خان مہمند، ۳۳۔ میجر جنرل جمال دار، ۳۴۔ حاجی صالح محمد، ۳۵۔ جناب عبدالمالک خان، ۳۶۔ خواجہ جمال محمد کوریجہ۔

خلیفۂ دوم سیّدنا حضرت

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے تجدیدی کارنامے!

مولانا محمد صفی اللہ

خلیفۂ ثانی، خلیفۃ المسلمین، مراد رسول، رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے فاروق اعظم کا لقب اور خطاب پانے والے، فاتح کشورستان حضرت عمر بن الخطابؓ کے نام نامی اور اسم گرامی سے کون ناآشنا ہوگا، مسلمان غیر مسلم بھی جن کا نام نہایت ادب واحترام سے لیتے ہیں، آپؓ نے حضرت صدیق اکبرؓ کی وفات پر ملال کے بعد عہدہ خلافت سنبھالا اور بہت تھوڑے عرصہ میں ایسے کارناموں کی تاریخ رقم کی جس کی مثال تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے، راقم الحروف ان چند صفحات میں ان ہی کارناموں پر روشنی ڈالنے کی کوشش کرے گا، لیکن ان کارناموں کی تفصیل میں جانے سے قبل مناسب ہوگا کہ مراد نبی خلیفۂ ثانی کے ذاتی اور شخصی تعارف سے تحریر کا آغاز کیا جائے۔

قبیلہ عدی کے ایک فرد خطاب کے گھرانے میں فجار اعظم سے چار سال بعد حضرت عمرؓ کی ولادت ہوئی۔ (محمد رضا سیرت عمر فاروقؓ، مکتبہ اسلامیہ لاہور پاکستان، ص:۲۲) آپ کے خاندان کا سلسلۂ نسب آٹھویں پشت میں جاکر آپؐ سے ملتا ہے۔ (اکبر شاہ نجیب آبادی، تاریخ اسلام، نفیس اکیڈمی کراچی، ص:۲۴۴) آپؓ نے ۲۶ سال کی عمر میں نبوت کے چھٹے سال اسلام قبول کیا۔ (سیوطی جلال الدین، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، تاریخ پیدائش ۸۶۴ تا ۹۱۱) آپ نے اپنے دور خلافت کے دس سال پانچ یا چھ مہینوں میں (مبارک پور، قاضی اظہر، اسلامی پبلشنگ ہاؤس لاہور، ص:۵۲) ۲۲۵۱۰۳۵ مربع میل پر علم اسلام بلند کیا۔ (شبلی نعمانی علامہ، الفاروق، البرہان لاہور، ص:۱۶۲) حتی کہ وہ کارنامے سرانجام دیئے کہ تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے، آپ کی رائے کے مطابق تقریباً ۲۱ آیات نازل ہوئیں اور آپ کی شان میں ۴۰ سے زیادہ احادیث مبارکہ موجود ہیں۔ (بزم بنوری کی انعام یافتہ تقریریں بعنوان شان فاروق اعظم) آپ کی فضیلت وکمال کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی شان میں فرمایا: ''لو کان بعدی نبی لکان عمر'' (اگر میرے بعد نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتا)۔ (الترمذی ابی عیسی بن سورۃ، ترمذی شریف، ۲۰/۲۰۹) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے آپ کی شان میں فرمایا: ''کان فتحا وھجرتہ نصرا، وخلافتہ رحمۃ'' (عمر رضی اللہ عنہ) جن کا اسلام فتح، ہجرت نصرت اور خلافت رحمت تھی)۔ (ندوی ابوالحسن علی، مختارات من ادب العرب، رشیدیہ افغان، ص:۱۶۹) ابن عبدالبر نے آپ کی شان میں کہا! ''کان اسلامہ عز اظہر بہ الاسلام بدعوۃ النبی وقد شھد بدر او المشاھد کلھا وولی الخلافۃ بعد ابی بکر۔'' (ابن عسقلانی، تہذیب التہذیب، بیروت، لبنان، ۷۷ ۴/۲) (حضرت عمر کا اسلام باعث عزت تھا کہ اس سے اسلام کا غلبہ ہوا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اور آپ بدر میں اور دیگر تمام غزوات میں شامل ہوئے اور صدیق اکبرؓ کے بعد خلیفہ بنے)۔

حضرت عمرؓ تو وہ تھے کہ جن کو اپنوں نے تو پلکوں پر بٹھایا غیر بھی آپ کے مداحوں کی صف میں آپ کے کمالات پر فریفتہ نظر آتے ہیں، چنانچہ پروفیسر مویر نے اپنی کتاب الخلافۃ میں ذکر کیا ہے کہ عمر کے انتظامی امور کی سب سے غالب خوبی یہ تھی کہ آپ جانبداری سے کام نہیں لیتے تھے، آپ مسؤلیت کو اس کی اہمیت کے مطابق اہمیت دیتے تھے، عدل کے معاملے میں آپ کا شعور بہت قوی تھا، آپ اپنے عمال منتخب کرنے میں کسی سے مرعوب نہیں ہوتے تھے، اور آپ اپنا کوڑا اپنے پاس رکھتے تھے اور گناہ گار کو فوراً سزا دیتے تھے حتی کہ یہ مشہور ہے کہ عمر کا کوڑا کسی اور کی تلوار سے بھی زیادہ سخت ہے، دائرہ معارف برکانیہ نے آپ کے بارے میں نقل کیا ہے، عمر عاقل حکمران تھے، آپ دور اندیش تھے اور آپ نے اسلام کے لئے عظیم خدمات سرانجام دیں،